Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

مکمل ناول

ٹھنڈی پھوار

فرحین اظفر

مئی کے تپتے ہوئے مہینے کا ایک جھلستا ہوا دن تھا۔ گرمی کی شدت سے کوئل کی کوک دم توڑ گئی تھی۔ کوؤں کی چونچیں پیاس سے کھل گئی تھیں اور ننھی چڑیائیں.... اپنے گھونسلوں میں سر دیے بے دم پڑی تھیں۔

چھت کی نیچی منڈیر سے پوری گلی میں چھایا سناٹا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ گرمیوں میں شام میں گھروں کی چھتیں، صحن اور برآمدے جتنے آباد ہوں دوپہریں اتنی ہی سنسان ہوتی ہیں۔ اس نے منڈیر

www.urdupalace.com

سے اپنا غٹرغوں کرتا ہوا خالی پیٹ ٹکا کر ایک نظر گلی میں جھانکا۔ تھوڑی دیر پہلے ہی دو گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ کے بعد لائٹ آئی تھی، گلی کے سارے ہی گھر جن کے مکین قیلولے میں مصروف تھے۔ اتنی گرم اور لمبی دوپہروں میں اور کیا بھی کیا جاتا یا سویا جاتا یا پھر کوئی بد نصیب میری طرح بھی...... اس نے اپنی سوچ کو ادھورا ہی منڈیر تلے پھینک کر پلٹ کر چھت پر ایک نظر ڈالی۔

صاف ستھری دھلی دھلائی اِتنی نہیں تو ساٹھ گز کی چھت تھی جو چند لمحے قبل اس قدر گرمی میں اس نے جھاڑو سے شڑاپ شڑاپ دھوئی تھی اور ابھی چند منٹ میں ہی اس پر بہتا ہوا پانی سوکھنے جیسا ہو گیا تھا۔ کہیں کہیں صاف ستھرا سیمنٹ بھی نظر آنے لگا تھا۔ گرمی اتنی شدید تھی کہ چھت دھوتے میں ہی اس نے دھار والا پائپ اپنے سر کی طرف کر دیا اور موٹی سی پانی کی بوچھاڑ نے اسے چوٹی سے ایڑھی تک بھگو کر شانت کر دیا۔ لیکن یہ صرف جسمانی شانتی تھی۔ وہ اس گزرتی دوپہر کی گرمی اور گھنٹا بیشتر ہونے والے مکالمے کو سوچتی تو ساری گرمی اسے اپنے دماغ پر چڑھتی محسوس ہوئی تھی۔

گرمی سے بے حال، خشک گلے اور گیلے جسم کے ساتھ اس نے جوں ہی گھر میں قدم رکھا تھا تو بریانی کی تیز اشتہا انگیز خوشبو نے اس کی بھوک کو دس گنا بڑھا دیا تھا۔ چادر اور بیگ اپنے کمرے کے بیڈ تک بھی بہ مشکل پہنچا پائی تھی اور کچن کی طرف دوڑ لگا دی تھی۔

''ہاں بریانی پکائی ہے، آپ کی پسند کا رائتہ اور سلاد کے ساتھ کولڈ ڈرنک بھی رکھی ہے لیکن......'' امی نے اپنا اگلا فرمانِ شاہی جاری کیا۔

''ہیں...... ابھی؟''

''جی ابھی......''

''لیکن ابھی تو امی بہت دھوپ اور گرمی ہے میں...... میں کل صبح دھو دوں گی اسکول جانے سے پہلے۔'' اس کی آواز منمناتی ہوئی تھی۔ اپنے ارادے کی حقیقت سے وہ خود بھی واقف تھی۔

''شوق سے دھونا کل صبح بھی...... لیکن ابھی اگر کھانا چاہیے تو جا کے چھت دھوؤ...... ورنہ بریانی بھی کل صبح ہی کھا لینا۔'' ان کی آواز میں قطعیت تھی۔ بات مکمل کر کے انہوں نے ہاتھ سے اسے ایک طرف ہٹایا اور کچن کے دروازے میں تالا ڈال کر چابی ساتھ لے گئیں۔

گو کہ چھت دُھل چکی تھی۔ لیکن اب اس کی بھوک ویسی تابڑتوڑ نہیں رہی تھی۔ جیسی اسکول سے واپسی پر تھی۔ نل کے پاس جا کر اس نے پائپ نکالنے سے پہلے ایک بار پھر خود کو پوری طرح بھگویا۔ جسم و جان میں تازگی اور ٹھنڈک کی لہر سی اتر گئی۔ کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ ایک، ایک کر کے سیڑھیاں اترتی ہوئی جانتی تھی کہ سجی ہوئی ڈائننگ ٹیبل اس کی منتظر ہو گی اور ہوا بھی یہی......

گرما گرم بھاپ اڑاتی بریانی، رائتہ، سلاد اور اس کی من پسند کولڈ ڈرنک کے ساتھ نہ صرف امی بلکہ ابا بھی اس کے منتظر تھے۔

''السلام علیکم ابا!'' اس نے بجھے، بجھے انداز میں سلام کیا۔

''وعلیکم السلام...... ارے یہ تم کیسے گیلے کپڑے لے کر یہاں آ گئیں۔ سارا فرش گیلا کر دیا۔'' ابا نے سلام کا جواب دیتے ہی ناگواری سے اسے ٹوکا۔ اور وہ جو ابا سے امی کی شکایت کرنے کا سوچ رہی تھی دل مسوس کر رہ گئی۔

''کوئی بات نہیں اسرار صاحب...... میری بیٹی بہت تھک گئی ہے، اسے کچھ مت کہیں ابھی...... جاؤ سنبل بیٹا جلدی سے چینج کر کے آ جاؤ، تمہاری پسند کا لنچ انتظار میں ہے۔'' اس نے کھانے والی نظروں سے اپنی ماں کو گھورا۔ اور پیر پٹختی ہوئی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ دل تو چاہ رہا تھا کھانے سے صاف انکار کر دے کہ وہ کوئی آپ کے ہاتھ کے کھانوں کی بھوکی نہیں ہیں نہیں کھائے گی تو مر نہیں جائے گی مگر ہائے یہ بے وفا پیٹ...... خوشبو پاتے ہی ایسی دہائیاں دینے لگا جیسے کھانا نہ ملا تو واقعی مر ہی تو جائے گا۔ وہ بھوک کی بہت کچی تھی۔ یہ بات شمع اسرار اچھی طرح جانتی تھیں...... ہاں اسرار صاحب کی دوسری بیگم اور

اس کی سوتیلی ماں......

شدید احساسِ بے بسی سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اسے کپڑے تبدیل کر کے ڈائننگ ٹیبل پر جانا ہی تھا...... وہ دل ہی دل میں کلستی واش روم میں جا گھسی۔

☆☆☆

گلابی اور سفید کامبی نیشن کا سوٹ اس کی سفید رنگت پر خوب کِھل رہا تھا۔ آج شگفتہ پھپو نے اپنا گھر مکمل ہو جانے کی خوشی میں سب خاندان والوں کی دعوت کی تھی۔ رات کے کھانے سے پہلے قرآن خوانی کا بھی اہتمام کیا تھا۔

اس کی دائیں کلائی میں سفید موتیوں کی لڑی تھی۔ ویسا ہی ایک، ایک سفید موتی اس کے کانوں میں اٹکا تھا۔ آنکھوں میں کاجل اور ہونٹوں پر ہلکا گلابی لپ گلوز لگائے وہ محفلِ میلاد و قرآن خوانی میں تمام چھوٹی بڑی لڑکیوں میں ممتاز دکھائی دے رہی تھی۔

''واہ بھئی...... آج تو سنبل بی بی خوب لشکارے مار رہی ہیں۔'' یہ پھپو کی منجھلی بیٹی لائبہ تھی جو عمر میں اس کے برابر لیکن خیالات میں اس سے کہیں آگے تھی۔

''ہونہہ...... اسے لشکارے مارنا کہتے ہیں۔''

اس کا موڈ دو دن پہلے سے خراب تھا۔ جب سے چھت دھوئی تھی تب سے......

''کیوں، کیا ہوا؟ اچھا بھلا تو ہے۔''

''لو اسے اچھا بھلا کہتے ہیں؟ نہ ڈھنگ سے میک اپ کرنے دیا نہ جیولری پہننے دی ہے۔''

''مامی کی بات کر رہی ہو؟'' لائبہ نے منہ بنا کر پوچھا۔

''اور کون ہے میری زندگی کی مصیبت......''

''ہم...... م...... م یہ تو ہے، تمہاری لکس بہت سمپل لگ رہی ہیں۔'' اس نے جھٹ سے بیان بدل دیا۔

''اور نہیں تو کیا...... ہر بات میں روک ٹوک، ہر کام میں سوال جواب...... یہ پہنو، یہ کھاؤ، یہ کرو، وہ نہ کرو...... زندگی مجھے تو عمر قید جیسی لگتی ہے۔''

دل میں ابھی تک دو دن پہلے والی زبردستی کا غم تازہ تھا۔ اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ اسی وقت کچن میں روشی باجی داخل ہوئیں۔ وہ لوگ اس وقت میلاد کے بعد سلاد، رائتے اور میٹھے کی ڈشز کا جائزہ لینے آئی تھیں کہ سب تیار ہے یا نہیں...... اور وہ لائبہ کے ساتھ باتوں میں لگ گئی۔ روشی باجی کے چہرے سے لگ تو نہیں رہا تھا کہ انہوں نے کوئی بات سنی ہو گی۔ پھر بھی اسے ایک لمحے کے لیے خفت سی محسوس ہوئی۔ اگلے ہی لمحے وہ لائبہ سے گلے ملتی لڑکی کو دیکھ کر بے نیاز بن سی گئی۔

''سن بھی لیں تو کیا ہے، میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی۔''

سر جھٹک کر اس لڑکی کو ستائشی نظروں سے دیکھنے لگی۔ جسے اس نے اس سے پہلے کبھی پھپو کے گھر میں نہیں دیکھا تھا۔

''ان سے ملو سنبل...... ابو کے دوست کی بیٹی ہیں ساشا...... اور یہ میرے ماموں کی بیٹی سنبل......'' لائبہ نے تعارف کروایا تو سنبل خواہ مخواہ کنفیوز ہو گئی کیونکہ ساشا اس وقت بہت ماڈرن اور اسٹائلش کپڑوں میں ملبوس تھی۔ اس نے خوب شوخ شاکنگ پنک کلر کی جرسی کی شارٹ شرٹ اور بلیک ٹائٹس پہنی ہوئی تھی۔ اور اس کے ساتھ شاکنگ پنک اور بلیک پرنٹ کا چھوٹا سا اسکارف گلے میں ڈال رکھا تھا۔ اونچی پونی ٹیل اور بڑی، بڑی بالیوں کے ساتھ وہ کسی ڈانس پارٹی کی مہمان لگ رہی تھی۔ جبکہ اس کے برعکس سنبل کا کاٹن کا ہلکے رنگوں کا سوٹ، بے حد ہلکی جیولری اور میک اپ سے مبرّا چہرہ ایک الگ ہی پاکیزہ اور معصوم سا تاثر دے رہا تھا۔۔ وہ لڑکی جس کا نام لائبہ نے ساشا بتایا تھا اتنی ہی تیز اور چبھتے ہوئے رنگ کی لپ اسٹک اور آئی لائنر اور مسکارا لگائے ہوئے تھی۔

سنبل کو بے اختیار ہی اپنا وجود اس کے آگے دھیما پڑتا ہوا لگنے لگا۔ ساشا کی اس قدر چمکتی دمکتی پرسنالٹی کے آگے وہ خود کو بجھا ہوا محسوس کرنے لگی۔ اسے شمع اسرار پر ازسرنو غصہ آنے لگا۔ اس نے آنے سے پہلے کتنا زور لگایا تھا کہ اسے یہ مریضوں اور

www.urdupalace.com

بڈھوں والے گلابی رنگ کے بجائے وہ سرخ و سیاہ امتزاج والا لباس پہننے دیں۔ جس کے گلے اور دامن پر سلور نگ لگے تھے۔ آخر صرف میلاد اور قرآنی خوانی تو نہیں تھی ناں......

شگفتہ پھپو کے یہ بڑے سارے گھر کی دعوت تھی آخر......

''لڑکی ہو......لڑکی بن کر رہو...... چلو عورت بننے کی ضرورت نہیں۔'' وہ بہت نرم لہجے میں تنبیہہ کرتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ سنبل کبھی کبھی ان سے بدتمیزی کی حد تک تلخ ہو جاتی تھی۔

''ہونہہ......آپ کا بس چلے تو مجھے عورت بننے سے پہلے ہی بیوہ بنا دیں۔'' اس وقت بھی غصے کے مارے جو اس کے منہ میں آیا اس نے بک دیا۔ شمع بھی ایک دم ہی چپ کر گئیں اور فوراً ہی باہر نکل کر اپنا عبایا پہننے لگیں۔ پھر انہوں نے اسے مجبور نہیں کیا...... لیکن اس کا اپنا دل اتنا خراب ہو چکا تھا کہ وہ یونہی تیار ہو کر آ گئی۔ حالانکہ پھپو کے گھر کی اس دعوت کا اسے ہفتوں سے انتظار تھا۔

بات صرف دعوت کی نہیں تھی وہ اس دعوت پر سب سے زیادہ خوب صورت لگنا چاہتی تھی اور اس کی وجہ کوئی اور نہیں...... اس کا اپنا پھپھی زاد فاران تھا۔ جس کی آنکھوں میں چھپے پسندیدگی کے رنگ اب چھپے نہیں رہے تھے بلکہ اس پر پوری طرح عیاں ہو چکے تھے۔

''کہاں کھو گئیں......؟'' لائبہ نے اس کے آگے ہاتھ ہلایا وہ ایک دم چونکی۔

''کچھ نہیں...... یہاں بہت گرمی ہے...... چلو باہر چلیں۔''

''ہوں...... ویسے تمہیں دیکھ کر لگتا نہیں کہ تمہیں گرمی لگ رہی ہوگی۔'' سا شا ان لوگوں کے ساتھ باہر نکلتے ہوئے بے تکلفی سے بولی۔

''دراصل تم نے اتنے کول کلرز پہنے ہیں کہ ان کو دیکھ کر ویسے ہی ٹھنڈک کا احساس ہو رہا ہے۔'' وہ کمال کی سادگی بھرے لہجے میں اس کی تعریف کر رہی تھی۔

سنبل حیرت میں گھر گئی۔ جبکہ لائبہ نے چڑ کر دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

☆☆☆

''ماشاءاللہ سے آج میری بیٹی شگفتہ آپا کے یہاں سب سے الگ اور خوب صورت لگ رہی تھی۔'' وہ ابا کے لیے چائے بنا کر لائی تو شمع اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولیں۔ اس سے جواباً مسکرایا بھی نہیں گیا۔

''ہونہہ...... سب سے الگ تو ٹھیک ہے لیکن سب سے خوب صورت...... یہ کیوں نہیں کہتیں کہ سب سے الگ نمونہ اور سب سے دقیانوسی پیس لگ رہی تھی۔'' اس نے کوفت سے دل میں سوچا۔

ایک تو تھکن سے اس کا انگ انگ دکھ رہا تھا اوپر سے ابا کی چائے کا آرڈر...... دل تو نہیں چاہ رہا تھا لیکن چونکہ ابا نے خود بہت پیار سے اس سے کہا تھا۔ اس لیے مانتے ہی بنی۔ یہ بھی خیال تھا کہ اس سے چائے بنوانے کے لیے یقیناً امی نے ہی ابا کو اکسایا ہوگا۔

''ٹھیک ہی کہتی ہیں پھپو......تمہاری ماں کو اپنے سنگار سے فرصت ملے تو تمہیں سجنے سنورنے دے ناں۔''

اس نے کمرے سے نکلتے ہوئے ایک تنفر بھری نگاہ شمع پر ڈالی۔ جو اپنی کلائیوں سے سونے کی باریک اور نفیس چوڑیاں اتار کر مخملیں باکس میں رکھ رہی تھیں۔

اس کے دل میں کسی نے چٹکی بھری...... یہ چوڑیاں اس کی مرحومہ ماں عابدہ کی تھیں۔

☆☆☆

شمع اسرار، سنبل اسرار کی سوتیلی ماں اس وقت اس کی زندگی میں داخل ہوئیں جب وہ بچپن اور لڑکپن کی درمیانی دہلیز پر کھڑی تھی۔

اسے اچھی طرح وہ دن یاد تھا۔ جب انہوں نے دلہناپا چھوڑ کر گھر کا انتظام سنبھالا تھا اور پہلے ہی دن چند بے حد معمولی سے کام اس کے ذمے لگائے تھے۔

دودھ والے سے دودھ کی بوتلیں لے کر فریز کرنا......اور جمعدار کو کچرا دینا، اس سے زیادہ بہت ہوا تو بزر بجاتی واشنگ مشین کا بٹن گھما دینا یا چھت سے دھلے اور سوکھے ہوئے کپڑے اتار لانا۔ ابتدائی چند

www.urdupalace.com

دنوں میں اس نے نئی امی کی آمد کی خوشی میں بھاگ، بھاگ کر یہ کام کیے۔ نئی امی اس کی فرمانبرداری سے بہت خوش اس سے خوب پیار کرتیں...... ان کے آنے سے پہلے دادی اور پھپھو نے اُن کے بارے میں جو ڈراؤنی باتیں اور غلط سلط اندازے لگائے تھے وہ اس سے بالکل مختلف تھیں۔ اس کی پسند کے کھانے بناتیں، اسے ہوم ورک کرواتیں، کہانیاں سناتیں، یہاں تک کہ فارغ وقت میں اس کی ڈولز کے ساتھ کھیل بھی لیتیں۔

پھر ایک دن جب پھپھو دوپہر کے کھانے پر ان ہی کے یہاں بیٹھی تھیں۔ ایک واقعہ ہو گیا۔ جو خوشگوار تھا یا ناخوشگوار اس کا فیصلہ الگ، الگ لوگوں نے الگ، الگ طرح سے مرتب کیا۔

اس روز موسم بہت خوب صورت تھا۔ صبح سے ہلکی، ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ حسبِ معمول وہ دودھ والے کی بیل سن کر دودھ لینے باہر نکلی اور جب وہ دونوں ہاتھوں میں دودھ کی بوتلیں پکڑ کر واپس آ رہی تھی تو گیلے صحن کے فرش پر اس کا پیر پھسل گیا۔

دھڑام کی آواز کے ساتھ وہ پوری کی پوری پشت کے بل گری...... سر کا پچھلا حصہ بری طرح پکے فرش سے ٹکرایا۔ کانچ کی بوتلیں فرش پر ایک چھناکے سے ٹوٹیں اور کئی ایک کانچ اس کی ہتھیلیوں اور پیروں میں چبھ گئے۔

''ہے، ہے کیا ہوا میری بچی......'' سب سے اونچی آواز پھپھو کی اور سب سے پھرتیلے قدم امی کے تھے۔ سر میں شدید درد کے ساتھ جسم میں کئی جگہ سے خون کی بوندیں ابھر آئیں۔

''سنبل کیا ہوا میری جان......؟'' امی نے تیزی سے آ کر اسے گود میں اٹھایا اور بہ مشکل گود میں لے کر اندر تک آئیں...... سنبل اس وقت دس سال کی تھی...... اتنی بڑی بچی کو گود میں اٹھا کر اندر تک لانے میں وہ بری طرح ہانپ گئیں۔ لاؤنج کے صوفے پر اسے لٹا کر وہ اس کے پیروں کے پاس بیٹھ کر سانس درست کرنے لگیں۔

www.urdupalace.com

''ہائے اللہ میری بچی...... کیسے گر گئی۔'' پھپھو اتنے میں اس کے سر پر پہنچ چکی تھیں۔

پھپھو اور ماں کی ہمدردی پا کر اس کے رونے میں اور تیزی سے آ گئی۔

''لو بھابی آپ یہاں مزے سے بیٹھ گئیں، دیکھیں تو ذرا جگہ، جگہ سے خون بہہ رہا ہے۔ اور کہاں لگی۔'' انہوں نے ذرا کی ذرا صورتِ حال سنبھالتی شمع کو واویلا مچا کر ہڑبڑا دیا۔ سنبل بھی بری طرح گھبرا کر چیخنے لگی۔ ابا ایک دم گھبرا کر اپنے کمرے سے نکلے۔

''میں نے پہلے بھی بھابی سے کہا تھا کہ میری بچی بہت نازک ہے۔ اس سے یوں گھر کے کام کاج کروانے کی کیا ضرورت ہے...... لو یہ کوئی عمر ہے اس کی اتنے، اتنے کام کرنے کی۔''

امی کے بارے میں کی گئی پہلی برائی اس وقت اس کے کچے ذہن میں ترازو ہو گئی۔ اس کے بعد دوسری اور پھر تیسری اور پھر ایسی نہ جانے کتنی ہی باتیں۔

''شمع نے تمہیں بالکل ہی گھر گھسنی بنا کر رکھ دیا ہے۔''

''اتنی جلدی کیا تھی تم کو یہ بڑے، بڑے دوپٹے لادنے کی۔ بالکل دادی اماں لگتی ہو۔'' لائبہ اس پر بے لاگ تبصرے کرتی، اس کا دل جلتا رہتا۔

یہ سچ تھا کہ شمع نے سنبل کی پرورش بالکل ایسے خطوط پر کرنے کی کوشش کی تھی۔ جیسا کہ شریف اور سادہ عورتیں اپنی بیٹیوں کی کرتی ہیں۔ خصوصاً ان بیٹیوں کی جن کے نقش تیکھے، رنگت گلاب اور اٹھان غضب کی ہو۔

یہی معاملہ سنبل کا تھا۔ رنگت اور نقوش اس نے اپنی مرحوم ماں عابدہ کے چرائے تھے تو قد اپنے باپ سے لیا تھا۔ دبلی، لمبی، پتلی، گوری، تیکھی...... خوب صورتی کے سارے ہی پیمانے اسے ماپنے کو بے قرار رہتے...... اور وہ خود اپنے وجود سے بے خبر...... نہ جانے کتنے سالوں سے ماں کے خلاف دل میں بغض و عناد پال رہی تھی۔ وہ ماں جس کے ساتھ سب سے پہلے سوتیلی کا سابقہ لگانا بھی اس نے اپنی دادی اور پھپھو سے سیکھا تھا۔

شمع نے اسے گھرداری سکھانے کی کوشش کی تو ظالم کہلائیں...... غیر ضروری بناؤ سنگار سے وقت سے پہلے روکا تو سخت گیر...... کسی بات پر سرزنش کی تو سخت مزاج اور اگر سزا دے ڈالی تو پھر تو...... بے رحم..... بے حس اور جانے کیا، کیا...... سوتیلی تو وہ تھیں ہی...... شمع اپنے ساس اور نند، شگفتہ کی تمام باتیں سنتی اور سمجھتی تھیں مگر انہوں نے کبھی ان کی باتوں کا برا منایا تھا نہ ہی دل پر لیا تھا۔

انہوں نے اول دن سے ہی اسرار صاحب پر واضح کر دیا تھا کہ وہ اس گھر میں ان کی بیوی بعد میں اور سنبل کی ماں پہلے ہیں۔ وہ بن ماں کی بچی ہے اور چونکہ سوئے اتفاق شمع نے بھی اپنے بہت بچپن سے ہی ماں کی جدائی دیکھی اور سہی تھی۔ لہٰذا وہ سنبل کی محرومیوں کو بہت بہتر طریقے سے سمجھتی ہیں۔ اس سے پہلے وہ ہمیشہ پوری سچائی اور خلوصِ دل سے سنبل کی ماں بننے کی کوشش کریں گی اور کوشش کریں گی کہ سنبل کو ماں کی کمی بھی محسوس نہ ہو...... وہ انہیں ہی اپنی سگی ماں سمجھے اور کبھی زندگی کے کسی مرحلے پر ان سے کوئی غیریت محسوس نہ کرے۔

اسرار صاحب کو ان کی بات ان کی شخصیت ہی کی طرح بے حد پسند آئی تھی۔ دراصل وہ اسرار صاحب سے عمر میں کافی کم تھیں۔ گو کہ بالکل جوان نہیں تھیں لیکن بڑھاپے سے بھی کوسوں دور تھیں۔ ذرا سا اوڑھ پہن لیتیں تو اپنی عمر کے کافی برس چرا لیتیں۔ سنبل کی ماں تو لگتیں لیکن اسرار صاحب کی بیگم ہرگز نہیں...... اسرار صاحب کی پہلی شادی بھی اپنی بہن اور ماں کی مہربانیوں سے کافی دیر سے ہوئی تھی۔ اور دوسری اور بھی دیر سے...... اس لیے صرف ایک ہی بیٹی کے باپ ہونے کے باوجود وہ ادھیڑ عمری سے جا لگے تھے اور اس عمر میں ایسی بیوی کا مل جانا جو صورت کے ساتھ، ساتھ سیرت میں بھی عام خواتین سے کچھ بڑھ کر تھی۔ اور سب سے بڑھ کر ابھی تک کنواری تھی، اُن کے لیے

www.urdupalace.com

کسی نعمت کے مل جانے سے کم نہیں تھا۔

دنوں میں ہی ''شمع'' ان کے دل کی شمع بن گئیں۔ ان کا جادو اسرار صاحب کے سر چڑھ کر بولنے لگا۔ وہ ان کی ہر بات پر آمنا وصدقنا کہتے...... اور شمع ان کی تابعداری پر کبھی شرما جاتیں اور کبھی جی بھر کے خوش ہوتیں۔

ہو تو یہ بھی سکتا تھا کہ شوہر کی اس قدر طرف داری پا کر شمع کے اندر سوتیلی ماؤں والے حاسدانہ جذبے پرورش پا جاتے...... اور وہ اپنی نند اور ساس کا جلاپا، اپنی بیٹی کو ستا کر نکالتیں۔ لیکن یہی ان کی خاصیت تھی جس نے اسرار صاحب کو ان کا دیوانہ بنا دیا تھا۔ اور اسرار صاحب کی یہی دیوانگی تھی جس سے ان کی ماں اپنی زندگی میں اور بہن شگفتہ اب تک جلی مری جاتی تھیں۔

اسی حسد کی آگ میں جلتے ہوئے انہوں نے سنبل کے دل میں بھی ماں کے خلاف منفی جذبات پیدا کر دیے تھے۔

شمع سب جانتی، بوجھتی اور سمجھتی تھیں لیکن انہوں نے کبھی اپنی صفائی یا وضاحت میں سنبل سے ایک لفظ تک نہیں کہا...... ان کے خیال میں سنبل نادان تھی، معصوم تھی اور ایسی خاندانی سیاستوں میں کودنے کے لیے ابھی اس کی عمر بہت کم تھی۔ وقت آنے پر وہ خود ہی سمجھ جاتی اور یہ وقت کب آنا تھا۔ یہ تو کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

☆☆☆

وقت دبے پاؤں کچھوے کی سی چال چلتا، دو سال مزید آگے نکل گیا تھا۔

فاران کو ملک سے باہر نوکری مل گئی تھی اور وہ جاتے، جاتے سنبل کے ہاتھ میں انتظار اور امید کے جگنو تھما گیا تھا۔ سنبل ابھی محض سترہ سال کی کچے ذہن کی لڑکی تھی۔ اس نے بھلا دنیا دیکھی ہی کتنی تھی۔ فاران کے جذبوں کی سچائی اور خلوص کو پرکھے بغیر ہی وہ دل سے اس کی اسیر ہو چکی تھی اور اس بات کی خبر فاران اور اس کے علاوہ صرف لائبہ کو تھی۔ یا اگر پھپو کے علم میں ایسی کوئی بات تھی بھی تو اب تک انہوں نے سنبل پر ظاہر نہیں کی تھی۔

فاران نے لائبہ کے ہاتھ اس کے لیے موبائل بھجوایا اور اس نے شمع سے چھپا کر کمرے میں ہی رکھ لیا...... فاران کو لائبہ نے جب سنبل کی اس حرکت کا بتایا تو وہ بہت محظوظ ہوا۔ دونوں بہن، بھائی اس کی دیدہ دلیری کا مذاق اڑاتے رہے۔

فاران اس کے خوابوں میں نئے رنگ بھرنے والا پہلا شخص تھا۔ وہ اس کے خیالات میں اس کی محبت میں اس بری طرح غرق ہو چکی تھی کہ اب اس کے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچنا بھی محال تھا۔

اس وقت بھی رات کے بارہ بج رہے تھے اور سنبل، فاران کے ساتھ میسج پر بات کر رہی تھی۔ اچانک ہی دروازے پر دستک کے ساتھ شمع کی آواز سنائی دی۔

''سنبل بیٹا! سو گئیں کیا؟''

اس نے تیزی سے موبائل تکیے کے نیچے چھپا دیا...... پھر دوپٹا درست کر کے دروازہ کھولا تو سامنے ہی وہ دودھ کا گلاس لیے کھڑی تھیں۔ سنبل کے چہرے پر ناگواری چھا گئی۔

''دودھ لے کے آئی تھی۔''

اس نے جلدی سے دودھ کا گلاس پکڑا اور ایک منٹ میں خالی کر دیا۔ شمع اس کی پھرتی پر حیران رہ گئیں۔

''سو گئی تھیں کیا......؟''

''جی مجھے تو کافی دیر ہو گئی تھی سوئے ہوئے۔'' اس کا چہرہ اور آواز کی تازگی جھوٹ کی چغلی کھا رہے تھے۔ شمع بنا کچھ بولے پلٹ گئیں۔ سنبل جس طرح دروازے پر اڑ کے کھڑی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ انہیں اپنے کمرے میں بلانے کے موڈ میں نہیں ہے۔

''اوکے سو جاؤ، میں ذرا نبیل کو بھی دودھ دے دوں۔''

نبیل، سنبل سے بارہ سال چھوٹا...... شمع اور اسرار صاحب کی اکلوتی اولاد تھا۔ اسی حساب سے وہ ان دونوں کا بے حد لاڈلا تھا۔ سنبل اپنے بھائی سے بھی خار کھاتی تھی۔

www.urdupalace.com

حالانکہ لاڈلا ہونے کے باوجود شمع نے اس کی تربیت کے لیے بھی وہی اصول وضوابط لاگو کر رکھے تھے جو سنبل کے لیے تھے۔لیکن سنبل کو یہ بات کون سمجھاتا۔

''کیا ہوا کہاں رہ گئی تھیں؟'' دروازہ لاک کر کے اس نے تکیے کے نیچے سے سیل فون نکالا تو فاران کے ان گنت پیغامات اس کے منتظر تھے۔

''کچھ نہیں......امی تھیں......دودھ لے کر آئی تھیں۔''

''اس عمر میں بھی وہ تمہیں بچوں کی طرح ٹریٹ کرتی ہیں، تم مانو یا نہ مانو......وہ آنے بہانے تمہارے کمرے میں چھاپے مارتی ہیں کہ کہیں تم کوئی غلط کام تو نہیں کر رہیں۔''

''ہاں مجھے پتا ہے، وہ مجھے کوئی بہت ہی بدکردار اور چھچھوری لڑکی سمجھتی ہیں۔حالانکہ اس کمرے میں غلط کام کرنے کے لیے... نہ کمپیوٹر ہے، نہ نیٹ اور نہ ٹی وی......یہ فون بھی آپ نے بھجوادیا...... ورنہ میں تو آپ سے بات کرنے کو ترس جاتی۔'' حسبِ عادت اور حسبِ معمول اس نے ذکر چھڑتے ہی شمع کے خلاف زہر اگلا......اور فاران اس کی بے وقوفوں والی بات پر دل ہی دل میں ہنس دیا۔کیونکہ اگر اس میں ذرا بھی عقل ہوتی تو وہ خود ہی جان لیتی کہ رات گئے کمرے میں گھر والوں سے چھپ کر کسی لڑکے سے باتیں بھگارنا کسی باکردار لڑکی کا کام نہیں ہوسکتا۔چاہے وہ کزن ہی کیوں نہ ہو۔ایسی حرکات، چھچھورے پن کے دائرے میں ہی داخل ہوتی ہیں۔

اس نے یہ تک نہ سوچا کہ شمع اگر مجھے بچوں کی طرح ٹریٹ کرتی ہیں تو اس میں عجیب یا برا کیا ہے۔آخر کو میں ان کی بچی ہی ہوں لیکن سنبل کی آنکھوں پر بندھی ان کی عداوت کی پٹی اتنی دبیز تھی کہ وہ اس دبیز پٹی کی سیاہی کے پیچھے سے شمع کی شخصیت کی اچھائیاں دیکھنے سے قاصر تھی۔

دوسری طرف فاران، شمع کے خلاف سنبل کے اس طرح بولنے پر ہمیشہ خوش ہوتا تھا۔کیونکہ فاران وہ پہلا اور شاید آخری شخص تھا جس کی گھر میں وقت بے وقت آمد پر شمع نے اپنی شادی کے فوراً بعد ہی پابندی لگادی تھی۔

''فاران اب بچہ نہیں ہے، بڑا ہو رہا ہے اور سنبل بھی بڑی ہو رہی ہے۔سمجھدار تو ماشاء اللہ وہ ہے ہی ایسے میں فاران کا گھر میں ہر وقت آنا جانا ٹھیک نہیں۔اس عمر میں لڑکے ویسے بھی بہت جلد باز اور سطحی سے ہو جاتے ہیں۔ ان میں جذباتیت اور نادانی اپنے عروج پر ہوتی ہے۔'' اسرار صاحب، بیوی کی معاملہ فہمی کے فوراً ہی قائل ہو گئے تھے۔شگفتہ نے البتہ بھاوج کی غیر موجودگی میں فاران اور اپنی بیٹیوں صدف، لائبہ اور لبنیٰ کے سامنے بہت واویلا کیا۔

''لو بھئی...... اب تم لوگ اکلوتے ماموں سے بھی گئے۔دیکھا آتے ہی کیسی راجدھانی سنبھالی ملکہ عالیہ نے......خیر سے اب بھانجا اپنے ماموں کے گھر بھی غیروں کی طرح وقت اور اجازت لے کر جائے گا اور وہ بھی گھر والوں کے ساتھ۔'' انہوں نے اپنے بھائی کو بھی اس معاملے میں گھسیٹا تھا۔

''میں پوچھتی ہوں بھائی جان...... کیا میرا بچہ کوئی غنڈا موالی یا بدمعاش ہے جسے گھر آنے سے منع کردیا بیگم صاحبہ نے۔''

''ارے بھئی گھر آنے سے نہیں بلکہ میرے آفس ٹائم میں آنے سے منع کیا ہے۔'' وہ جز بز سے ہو گئے۔اب بہن سے وہ باتیں کہہ کر انہیں اپنی شامت تو نہیں بلوانی تھی۔لیکن بات جب شمع کے سامنے آئی تو وہ خاموش نہ رہ سکیں۔

''میں نے کوئی غلط تو نہیں کی آپا...... بلکہ اگر دیکھیں تو میں نے دونوں بچوں کی بھلائی کے لیے کہا ہے۔'' انہوں نے اتنے مدلل انداز میں اپنا نقطۂ نظر پیش کیا کہ شگفتہ قائل ہوئیں یا نہیں...... مگر خاموش ضرور ہو گئیں......البتہ فاران کے دل میں شمع کے لیے ہمیشہ، ہمیشہ کے لیے برائی آگئی۔کیونکہ وہ اپنے ماموں کے گھر صرف وقت گزارنے نہیں جاتا تھا۔وہ بہانے، بہانے سے اسرار صاحب سے پیسے مانگتا رہتا......

www.urdupalace.com

اسرار صاحب بھی اکلوتے بھانجے کی محبت میں بھی منع نہیں کرتے، ان کا کمپیوٹر آن کر کے گھنٹوں گیم کھیلتا، کبھی کبھی بغیر پوچھے ان کے سامنے ہی ان کے فون سے کال ملا لیتا اور اپنے دوستوں سے لمبی، لمبی باتیں کرتا شمع صرف اسرار صاحب کے لحاظ میں اس کی حرکتیں برداشت کرتیں لیکن انہوں نے نوٹ کیا کہ فاران اکثر سنبل سے کام کرواتا، کبھی پانی منگواتا، کبھی اسے زبردستی گیم میں اپنا حریف بنا کر کھیلتا، اسے پڑھائی کے دوران اٹھا کر کبھی چائے تو کبھی شربت کی فرمائشیں......

پھر ایک دن تو حد ہی ہوگئی۔ جب انہوں نے فاران کو لاؤنج کے صوفے پر پاؤں پسارے دیکھا یہ منظر ان کے لیے نیا نہیں تھا لیکن ہاں کچھ اور نیا ضرور تھا۔ سنبل کی وہاں موجودگی اور وہ حرکت جو وہ مجبوراً کر رہی تھی۔

فاران اس سے اپنے پیر دبوا رہا تھا غالباً وہ کرکٹ کھیل کر آیا تھا۔ پسینے میں شرابور ہو کر اس نے اپنی ٹی شرٹ اتار کر دور اچھال دی تھی۔ سنبل مجبوراً زمین پر بیٹھی اس کی آڑھی ترچھی پھیلی ٹانگیں دبا رہی تھی۔

اس منظر نے تو شمع کے اندر غصے کی ایک لہر دوڑا دی تھی۔ انہوں نے نہ صرف سنبل کو ڈانٹا بلکہ فاران کو بھی ہر وقت منہ اٹھا کر چلے آنے سے منع کر دیا۔

وہ دن تھا اور آج کا دن فاران نے ہمیشہ سنبل کے دل میں اس کی ماں اور اپنی ممانی کے خلاف برائی ڈالی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ سنبل ان سے اس حد تک دل برگشتہ تھی۔

☆☆☆

وقت کا پہیا شب و روز کو اوپر تلے روندتا ہوا گزرتا رہا۔ یہاں تک کہ دو سال اور گزرے اور اس نے انٹرمیڈیٹ کا ایگزام اچھے نمبروں سے پاس کر لیا۔ شمع چاہتی تھیں کہ وہ آگے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لے...... لیکن اس نے محض ان کی ضد میں آگے پرائیویٹ امتحان دینے کا ارادہ کر لیا...... ابا نے بھی

غزل

فقط تجھ سے عہدِ وفا چاہتے ہیں
محبت میں ہم اَور کیا چاہتے ہیں

یہاں ہیں کئی آرزو مند اپنے
مگر ہم وفا آشنا چاہتے ہیں

ذرا سی جگہ اپنے قدموں میں دینا
کہ ہم اِک ترا آسرا چاہتے ہیں

یہ کہنے کو گھر ہے مگر بے اماں ہے
کہ ہم سر چھپانے کو جا چاہتے ہیں

مرے دل کو بہلا کے باتوں میں اپنی
اندھیرے میں روشن دیا چاہتے ہیں

کلام: ہما بیگ، کراچی

www.urdupalace.com

بہت کہا کہ اچھے خاصے سائنس کے مضامین چھوڑ کر آرٹس لینا بے وقوفی کے سوا اور کچھ نہیں...... لیکن اس کا تو اپنا دل ہی پڑھائی سے اچاٹ ہو چکا تھا۔ وہ تو اب ہر وقت بس فاران سے شادی کے خواب دیکھنے لگی تھی۔ حالانکہ ابھی اس کی عمر ہی کیا تھی۔ لیکن فاران نے اپنی لچھے دار باتوں سے اسے اس طرح اپنے بس میں کر لیا تھا کہ وہ اسی کی آنکھوں سے دیکھتی اور اسی کے دماغ سے سوچتی تھی۔

پرائیویٹ امتحان بھی وہ مارے باندھے ابا کی وجہ سے دے رہی تھی ورنہ بس نہیں چلتا تھا کہ وہ اُڑ کر فاران کے پاس پہنچ جائے۔

ان ہی دنوں اسرار صاحب کے ایک دوست کے یہاں سے اس کا پروپوزل آ گیا...... خاندان اچھا تھا۔ شکل صورت اچھی، نوکری اچھی، سب کچھ اچھا ہی اچھا تھا...... اسرار اور شمع سوچنے پر مجبور ہو گئے۔ سنبل کی جان پر بن گئی۔

اس نے اسی رات فاران کو فون کیا لیکن اس نے ریسیو نہیں کیا۔ وہ اور اس کے بعد اس نے کتنی بار کال کی لیکن وہ پتا نہیں کہاں مصروف تھا کہ روز ایک بیل پر فون اٹھانے والا، لمحے بھر میں اس کے میسج کا جواب دینے والا جانے کون سے اہم کاموں میں مصروف تھا۔ سنبل کے دل کو پنکھے لگ گئے۔ اس نے دھڑا دھڑ کئی میسج کر ڈالے لیکن دوسری طرف ہنوز خاموشی تھی۔

کافی دیر وہ یونہی بے چینی سے کمرے میں پھرتی رہی پھر اسے خیال آیا۔ ابا نے پھپو کو بلا کر اس پروپوزل کے بارے میں بتایا تو تھا۔ یقیناً فاران کو بھی پتا چل گیا ہو گا۔ پھر کیا وجہ تھی کہ وہ اس قدر خاموش تھا۔

اس کا دل یک دم ڈوب سا گیا۔

☆☆☆

تین دن بعد اس کی فاران سے بات ہوئی اس نے جو بات سنبل کو بتائی اسے سن کر وہ ہکا بکا رہ گئی۔

''امی نے پروپوزل کا سنتے ہی میرے اور تمہارے بارے میں بات کی تھی لیکن وہ تمہاری والدہ محترمہ ہیں ناں انہوں نے فوراً ہی انکار کر دیا۔''

''کیا...... واقعی......؟'' اسے حد درجے حیرت نے آگھیرا۔

وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کے اپنے گھر میں اس کی موجودگی میں ہی اس کے بارے میں اتنے بڑے فیصلے کر لیے جائیں گے اور خود اسی کو خبر نہیں ہو گی۔

وہ سوچ، سوچ کر کڑھتی رہی اور انتظار کرتی رہی کہ کب شمع اس سے اس بارے میں بات کرنے آئیں اور وہ انہیں کھری، کھری سنائے اور صاف کہہ دے کہ وہ فاران کے علاوہ کسی اور سے ہرگز شادی نہیں کرے گی لیکن اس کے کچھ بھی کہنے کی نوبت نہیں آئی۔

ایک شام آفس سے واپسی پر چائے کے بعد اسرار صاحب نے اسے کمرے میں بلایا اور اس کا رشتہ طے ہو جانے کی خوش خبری اسے سنائی۔ وہ ہکا بکا جہاں کی تہاں بیٹھی رہ گئی۔

شمع بہت غور سے اس کے چہرے کے تاثرات جانچ رہی تھیں۔ اسرار بھی اس کی خاموشی اور سنجیدگی پر کچھ حیران ہوئے۔ اپنے تئیں انہوں نے اسے خوش خبری سنائی تھی لیکن اس کے چہرے پر خوشی کے تو کوئی آثار نہیں تھے البتہ گھبراہٹ صاف واضح تھی۔

''کیا بات ہے میری بیٹی کچھ پریشان ہو گئی؟''

''جی...... جی ابا......'' اس سے مارے دکھ کے بات کرنی مشکل ہو گئی۔ اس نے کب سوچا تھا کہ اتنی آسانی سے اس کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور وہ بھی اس کے علم میں لائے بغیر......

''کیوں...... اس میں پریشانی والی کیا بات ہے بیٹا! یہ موڑ تو ہر لڑکی کی زندگی میں آتا ہی ہے۔ تم اس سب سے انجان تو نہیں...... ایک نہ ایک دن آخر تمہیں یہ گھر چھوڑ کر......'' ابا کی بات ادھوری رہ گئی۔ سنبل ایک دم ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو دی۔

''ارے، ارے کیا ہوا...... سنبل بیٹا۔'' شمع نے ایک دم اٹھ کر اسے خود سے لگا لیا۔ وہ اسی طرح روتی

www.urdupalace.com

رہی۔ ورنہ دل تو کر رہا تھا کہ اس عورت کو دور دھکا دے، دے مگر یہ ممکن نہیں تھا کیونکہ ابا سامنے بیٹھے تھے۔ شاید ابا وہاں نہ ہوتے تو وہ یہ بھی کر گزرتی۔

شمع نے اسے پیار کیا پھر اٹھ کر اس کے لیے پانی لے کر آئیں۔ وہ گلاس ہاتھ میں لے کر بیٹھی سوں، سوں کرتی رہی......لیکن پانی پیا نہیں۔

''کوئی مسئلہ ہے، کوئی بات ہے، کوئی پریشانی ہے تو ہم سے کہو بیٹا......ہم تمہارے ماں، باپ ہیں کوئی غیر تو نہیں ہیں۔''

''ابا بس......میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔'' بہت جھجک کر روکتے، روکتے وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

''ارے بس اتنی سی بات......تو بھئی کس نے کہا ہم ابھی فوراً ہی تمہاری شادی کردیں گے۔ سال دو سال تو......''

''ابا میں شادی ہی نہیں کرنا چاہتی۔ نہ ابھی نہ آگے کبھی......کبھی بھی نہیں، میں ہمیشہ آپ کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔'' اس کا گلا رندھ گیا۔ (کاش ابا سمجھ لیں کہ وہ کتنی مشکل میں ہے) رات سوئے اتفاق فاران کا فون خود ہی آگیا۔ اس نے فی الفور پوری بات اس کے گوش گزار کردی۔ اسے بے تحاشا حیرت ہوئی جب فاران نے جواب میں کوئی بے تابی یا بے چینی دکھانے کے بجائے چپ سادھ لی۔

''کیا ہوا......فاران! تم چپ کیوں ہوگئے؟''

کافی دیر تک جب وہ کچھ نہ بولا تو بالآخر بے چین ہو کر سنبل نے ہی پوچھ لیا۔

''سوچ رہا ہوں یہ جو مشکل کھڑی ہوگئی ہے اس کا کیا حل نکلے گا۔''

''کیا حل نکلے گا تم سیدھے، سیدھے پھپو کو بھیج دو ابا کے پاس......اور اس کے علاوہ کیا حل نکل سکتا ہے۔''

''ہونہہ......بھیجا تو تھا ماموں کے پاس، ممانی نے کورا جواب دے دیا تھا۔ وہ پھر سے انکار کردیں گی۔ ایک کام ہوسکتا ہے۔'' وہ رک، رک کر بولا۔

''کیا......کیسا کام؟'' ادھر اتنی ہی بے تابی تھی۔

''تم ایسا کرو فی الحال اس منگنی کو ہوجانے دو۔''

''کیا......؟'' سنبل حیرت اور صدمے سے چیخ ہی پڑی۔ ''کیا کہہ رہے ہو تم۔''

''آہستہ بولو، کوئی سن لے گا، چلّا کیوں رہی ہو......دیکھو میں تمہارے بھلے کے لیے ہی کہہ رہا ہوں۔ اس طرح مجھے امی کو منانے کا ٹائم مل جائے گا۔ ایکچوئیلی مامی نے جس طرح انہیں انکار کردیا اس سے انہیں بہت انسلٹ فیل ہوئی ہے۔ وہ اتنی جلدی دوبارہ آنے لیے رضامند نہیں ہوں گی۔ تم منگنی کرلو......ماموں کو دو سال کے لیے شادی سے منع کردو اس طرح تمہارے لیے آنے والے پروپوزلز کا راستہ بند ہوجائے گا۔ اور مجھے امی کو دوبارہ بھیجنے کے لیے وقت مل جائے گا۔'' فاران غیر مستقل بنیادوں پر جو حل اس کے سامنے رکھ رہا تھا وہ ناقابلِ قبول ہوتے ہوئے بھی اسے قبول کرنا ہی تھا۔

اس نے امی اور ابا کی رضا پر سر جھکا دیا۔ ہلکی پھلکی دھوم دھام سے اس کی منگنی کردی گئی۔ شادی حسبِ وعدہ دو سال بعد جب وہ گریجویشن کرلیتی تو ہونا قرار پائی۔

اس کے دل میں ایک مستقل بے یقینی اور بے چینی کی سی کیفیت نے ڈیرے ڈال لیے۔ اس کے دل سے شمع کے لیے رہی سہی انسیت بھی جاتی رہی۔ کیونکہ فاران نے اسے بتایا تھا اس کے پروپوزل پر سب سے پہلے انکار کرنے والی وہی تھیں۔

پڑھائی سے اس کی دلچسپی مکمل طور پر ختم ہوگئی تھی لیکن منگنی کو دو سال تک کھینچنے کے لیے پڑھائی کا بہانہ ضروری تھا ورنہ ابا شاید فوراً ہی اس کی شادی کا سوچنے لگتے۔

فاران کا فون بہت کم آتا۔ اس نے میسجز کرنا بھی تقریباً چھوڑ رکھے تھے۔ ایک دو بار بات ہوئی تو اس نے جاب کی مصروفیت کا بہانہ بنادیا۔ اس کی ترقی ہونے والی تھی۔ اور وہ جلد از جلد پروموشن کے لیے دن رات محنت میں لگا ہوا تھا۔ ایسے میں رات دیر گئے تک

www.urdupalace.com

کام کر کے آنے کے بعد اس میں اتنی ہمت نہیں بچتی تھی کہ وہ سنبل سے دیر تک باتیں کرے۔

سنبل ہر بات کی طرح اس کی اس بات پر بھی ایمان لے آئی۔ پھر جب کئی دن فاران سے بات نہیں ہو سکی تو اسے کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ آج وہ پردیس میں اتنی جان توڑ محنت آخر اسی کے لیے تو کر رہا تھا تا کہ آئندہ وہ سنبل سے رشتے کی بات کرے تو ماموں، مامی کے پاس انکار کی کوئی وجہ نہ ہو...... کیونکہ اسی نے سنبل کو بتایا تھا کہ شمع نے فاران کی نوکری اور کم آمدنی کو بنیاد بنا کر اس کے رشتے سے انکار کیا تھا۔ اب وہ واپس آ کر پاکستان میں اپنا بزنس شروع کرنے کی نیت سے پیسے جوڑ رہا تھا۔

☆☆☆

دو، دو پل کر کے دو سال گزر ہی گئے۔

فاران نے ایک بار بھی پاکستان کا چکر لگایا...... نہ پھپو کو اس کے رشتے کے لیے ان کے یہاں بھیجا...... ہاں لیکن ان کی اور لائبہ، لبنیٰ کی آمد دوسرے سلسلوں میں خوب رہی...... ایک بار وہ لائبہ کی بات پکی ہونے کی مٹھائی لے کر آئیں...... اس کے رشتے کا سلسلہ گھر میں کافی دنوں سے چل رہا تھا۔ ابا نے ہی چھان بین کروائی اور معاملہ او کے کر دیا تھا۔ دوسری بار لائبہ کی شادی کی تاریخ کی مٹھائی لے کر آئیں۔ ایک بار اس کی شادی کے سلسلے میں کچھ رقم کی ضرورت تھی۔ ایک مرتبہ یونہی ملنے ملانے پھر ایک دن وہ لبنیٰ کی منگنی کی مٹھائی۔

ہر بار پھپو کی آمد پر اس کے دل میں امید بندھتی کہ شاید اس بار وہ اس کی اور فاران کی بات کریں لیکن وہ دنیا جہان کی باتیں کرتیں۔ فاران کا بھی تذکرہ چھڑ جاتا...... وہ وہاں کتنی محنت کر رہا تھا اور پھر بھی اسے اس کی محنت کا مطلوبہ صلہ مل کے نہیں دے رہا تھا۔ لوگ تو باہر جاتے ہی ڈالروں میں کھیلنے لگتے ہیں وغیرہ وغیرہ......

نہ وہ گھر کے کاموں میں دلچسپی لیتی...... نہ چھوٹے بھائی میں جو اسی کی طرح گھر میں کسی بہن بھائی کی محبت کو ترس گیا تھا۔ نتیجتاً اس نے گھر سے باہر دوست بنا لیے تھے۔ گھر میں بند رہنے کے لیے سنبل تھی جو سارا، سارا دن نہ جانے کس سوچوں میں ڈوبی رہتی۔ نہ اسے اپنا ہوش تھا نہ اپنے منگیتر کا...... جس نے دو سال میں بے شمار مرتبہ اس سے بات کرنے کی کوشش کی اور وہ محض ہوں، ہاں سر میں درد اور تھکن کا بہانہ کر کے رہ گئی۔

بی اے کے امتحانوں سے فراغت پاتے ہی ابا کو اس کی شادی کا خیال آ گیا...... دو سال کا عرصہ مکمل ہو چکا تھا۔ اِدھر اور سسرال میں دونوں جگہ تیاریاں عروج پر تھیں اور وہ پاگلوں کی طرح فاران سے رابطہ کرنے کی کوشش میں لگی رہتی۔

☆☆☆

اُدھر فاران جانے کون سی مصروفیات میں گم تھا کہ نہ تو سنبل کا کوئی فون اٹینڈ کرتا نہ ہی کوئی میسج کرتا...... ایسے ہی ایک دن جب پورا دن لگا کر اس نے بیسیوں بار فاران کو کالیں کیں اس کو لاتعداد میسجز بھیجے تب کہیں جا کے اس نے رات کو گیارہ بجے کال اٹینڈ کی اور بے حد جلدی میں اس کی بات سن کر فون بند کر دیا۔

سنبل جہاں کی تہاں بیٹھی رہ گئی...... نہ فاران نے توجہ سے اس کی بات سنی تھی نہ دھیان دیا تھا۔ تو پھر جواب دینا یا کوئی تسلی آمیز بات ہی کرنا تو بہت دور رہا۔

''آخر...... آخر فاران میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہا ہے۔ کیا وہ مجھ سے جان چھڑانا چاہتا ہے۔'' تین دن ان ہی الٹی سیدھی سوچوں میں گزر گئے۔

ایک دن بعد شام میں اس کے سسرال والوں کو شادی کی تاریخ لینے کے لیے آنا تھا۔ شمع اسی سلسلے میں کی گئی شاپنگ اسے دکھانے آئی تھیں۔ جب اس کی غیر معمولی سنجیدگی اور خاموشی انہیں چونکا گئی۔

''کیا بات ہے سنبل...... اب کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ سارا، سارا دن کمرے میں بند رہتی ہو، کیا خود سے ہی باتیں کرتی رہتی ہو۔'' انہوں نے یونہی ایک بات کی تھی لیکن وہ چوری بن گئی۔

www.urdupalace.com

''نہیں، نہیں...... میں کیوں کروں گی خود سے باتیں۔ آ...... آپ نے کیا میری آواز سنی تھی۔'' وہ ایک دم گھبرا کر پوچھنے لگی۔

''نہیں بھئی...... میں تو یونہی کہہ رہی تھی۔ اچھا یہ سوٹ دیکھو کیسا ہے۔ کلر کامبی نیشن بالکل تمہاری پسند کا ہے اور......''

''امی پلیز...... ہٹائیں اسے مجھے نہیں دیکھنا۔'' وہ اچانک ہی بیزار ہوگئی۔

''لیکن کیوں بیٹا......''

''بس......'' اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کہے۔

''کل تمہارے سسرال والے آرہے ہیں...... کل ہی پہننا ہے، اس لیے دکھا رہی تھی۔''

''کل...... کیوں آرہے ہیں وہ لوگ...... اور کس قدر فارغ لوگ ہیں۔ جب دیکھو منہ اٹھا کر چلے آتے ہیں۔ مفت خورے......''

''سنبل! ہوش میں ہو تم یہ کس طرح بات کررہی ہو اپنے...... وہ آئندہ تمہارا ہونے والا گھر ہوگا۔''

''اور پلیز آپ ختم کریں یہ روایتی ڈائیلاگ...... مجھے نہیں کرنی کوئی شادی وادی کسی سے بھی۔''

''تم کیوں اس طرح کی باتیں کررہی ہو سنبل! کیا تمہاری سیف سے کوئی بات ہوئی ہے۔''

''سیف......؟'' وہ بے ساختہ ''کون سیف......'' پوچھتے، پوچھتے رک گئی۔ اسے یاد آگیا تھا کہ یہ اس کے منگیتر کا نام تھا۔

''نہیں...... اس سے بھلا کوئی بات کیا ہوگی۔ میری اور ان کی تو آپس میں بات ہوتی ہی نہیں۔''

شمع اسے کھوجتی نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ اس کے چہرے پر شدید بیزاری رقم تھی۔

''سب ٹھیک ہے ناں سنبل بیٹے...... تم خوش تو ہو ناں اس منگنی سے، اس رشتے سے۔'' اس نے جھنجلا کر گہری سانس لی۔

''میں امی، میں بس...... تھوڑا ٹائم چاہتی ہوں۔ اس رشتے کے لیے خود کو تیار......''

''اور کتنا وقت چاہیے تمہیں...... دو سال تو ہوگئے ہیں۔ وہ لوگ اب اور انتظار نہیں کریں گے۔'' شمع کو اس کی ہر بات اور اسے اور الجھاتی جارہی تھی۔

''امی میں......! میں سیف سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔'' بالآخر اس نے ان سے حتمی بات کرنے کا ارادہ کرہی لیا۔ شمع ہکا بکا رہ گئیں۔

''کیا کہا تم نے...... ذرا پھر سے کہنا۔'' انہیں لگا انہیں سننے میں مغالطہ ہوا ہے۔

''آپ نے ٹھیک سنا ہے امی...... میں سیف سے نہیں، فاران سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔'' شمع کے پیروں تلے سے زمین سرکنے لگی۔ ان کے اندر ایک لفظ بولنے کی طاقت نہیں بچی...... وہ چند لمحے یونہی اسے دیکھتی رہیں۔ پھر کمرے سے باہر چلی گئیں۔

سنبل نے ان کے جاتے ہی ایک گہری سانس لے کر خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کی...... پھر اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا۔ اس کی ہتھیلیاں نم ہورہی تھیں۔

☆☆☆

رات میں ہی ابا کے کمرے میں اس کی طلبی ہوگئی۔ وہ جانتی تھی یہ وقت تو آنا ہی تھا مگر...... مشکل یہ تھی کہ اس سلسلے میں فاران سے بات کیے بغیر وہ کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔

''ابا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے امی سے صرف یہ کہا تھا کہ میں سیف سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ یہ مجھ سے وجہ پوچھنے لگیں تو فوری طور پر میری کچھ سمجھ میں نہیں آیا، اس لیے میں نے فاران کا نام لے لیا...... ورنہ...... ورنہ ایسی کوئی بات نہیں...... فاران کو تو پتا تک نہیں ہے کہ میں......''

وہ خود جانتی تھی اس کی دلیل کتنی لولی لنگڑی تھی۔ اسرار صاحب کافی دیر خاموش رہے۔ وہ سر جھکائے اپنے لب کاٹتی رہی۔

''میں ذرا نبیل کو دیکھ لوں......'' شمع نے جان بوجھ کر ان باپ، بیٹی کو تنہائی میں سکون سے بات کرنے

www.urdupalace.com

کا موقع دیا اور وہاں سے اٹھ گئیں۔
"کیا یہی سچ ہے جو تم کہہ رہی ہو۔"
اب شمع کمرے میں نہیں تھیں۔ وہ کھل کر اپنی بات کہہ سکتی تھی۔ لیکن یہ اتنا بھی آسان نہ تھا۔
"جی...... جی ابا......"
"تو پھر تم نے اپنی امی سے یہ کیوں کہا کہ تمہیں سیف سے شادی نہیں کرنی۔"
"بس میرا شادی کرنے کو دل نہیں چاہتا۔"
ابا گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ یہاں تک کہ وہ ان کے بولنے کا انتظار کرتے، کرتے اٹھ کر باہر نکل آئی۔ سامنے لاؤنج میں نبیل بیٹھا دودھ پی رہا تھا۔ شمع اس کا سر سہلا رہی تھیں۔ اسے باہر نکلتے دیکھا تو عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگیں۔ لیکن سنبل ان کو لفٹ ہی کب کرواتی تھی۔ جو اُن کی نظروں کا نوٹس لیتی۔

☆☆☆

ابا نے جانے کیا کہا کہ اس کے سسرال والے ایک ہفتے بعد آنے پر رضا مند ہو گئے۔ اس نے سکون کی سانس لی۔ یہ سکون عارضی تھا مگر اس کے لیے غنیمت تھا۔ وہ اس امید میں تھی کہ اس ہفتے فاران سے ضرور بات ہو جائے گی۔
ایک شام بالکل اچانک لائبہ چلی آئی اور آتے ہی سیدھی اس کے کمرے میں آ گئی۔
"لائبہ تم...... اس طرح اکیلی......" وہ حیران ہی تو وہ رہ گئی۔
"ہاں، تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" اس کا انداز اور لہجہ بہت اکھڑا ہوا سا تھا۔
"کیا بات کرنی ہے بیٹھو......"
"میں بیٹھنے نہیں، یہ کہنے آئی ہوں کہ تم فاران کا پیچھا چھوڑو۔"
"کیا......؟" وہ دھک سے رہ گئی۔
لائبہ نے اتنی غیر متوقع بات اس قدر دھڑلے اور اچانک سے کی تھی۔ وہ بھی کھلم کھلا اس نے ہڑبڑا کر جلدی سے کمرے کا دروازہ لاک کیا۔
"ہاں، میری سسرال بہت پیسے والی ہے۔ وہ میرے بدلے فاران کو اپنا داماد بنانا چاہتے ہیں گھر میں سب راضی ہیں، بہتر ہوگا کہ اب تم بھی سنبھل جاؤ۔"
اس کے انداز میں اس قدر حقارت اور بے گانگی تھی کہ سنبل کی آنکھیں بے ساختہ نم ہو گئیں۔
"تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے میں خود ہی ان کے پیچھے لگ گئی ہوں حالانکہ......"
"حالانکہ قصور وار میرا بھائی بھی ہے، میں جانتی ہوں لیکن اب وہ اس سارے تماشے کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ میں اسی لیے تم سے کہنے آئی ہوں۔"
"تماشا...... میری محبت تماشا بن گئی؟" اس نے دل میں سوچا۔
"تم کیوں کہنے آئی ہو...... اگر وہ مجھ سے اتنے ہی تنگ آ گئے ہیں تو خود کہیں ناں......" پھر اس نے بھی تڑخ کر بات کی۔
"خود کہے گا تو تمہیں زیادہ تکلیف ہوگی۔"
"تم میری تکلیف کی پروا مت کرو، اسے کہو ہمت ہے تو خود بات کرے مجھ سے۔" اس کی آواز بھرّا گئی۔ اس نے خود کو ضرورت سے زیادہ ہی بہادر بنا کر پیش کیا تھا مگر اب اور نہیں...... وہ تیزی سے واش روم میں گھس گئی اور جب منہ دھو کر واپس آتی تو لائبہ جا چکی تھی۔
اس کا دل اتنا دُکھا ہوا تھا کہ وہ یہ تک نہ پوچھ سکی کہ اتنی جلدی جانا تھا تو آئی کیوں تھی۔ شمع اسے ان ہی عجیب سی نظروں سے گھور رہی تھیں۔ جن سے اسے الجھن ہو رہی تھی۔

☆☆☆

"تمہارے ابا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ سیف کے گھر والے آنے کا کہہ رہے ہیں، بہتر ہوگا کہ اگر تمہیں اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں تو تم اپنے ابا کو خوش نظر آؤ۔ وہ تمہاری طرف سے بہت فکر مند ہیں۔ تم جانتی ہو ناں...... ان کا بی پی شوٹ کر جاتا ہے، ٹینشن سے اور تم نے فاران کا نام لے کر انہیں اچھی خاصی

www.urdupalace.com

ٹینشن دے دی ہے۔'' شمع اس سے بہت سخت لہجے میں بات کررہی تھیں۔ وہی لہجہ جو اپنی بات منوانے کے لیے اپنالیتی تھیں۔

''کاش آپ میری سگی ماں ہوتیں...... تو آج مجھے یہ سب نہ کہہ رہی ہوتیں۔''

''کیوں؟ ایسا کیا برا کہہ دیا میں نے تم سے۔ وہی بات کی ہے جو ایک ماں کو کرنی چاہیے کہ اپنے باپ کی تکلیف میں اضافہ مت کرو...... اور کیا۔'' وہ تنک گئیں۔

اس لڑکی نے ہمیشہ ہی انہیں مشکل میں ڈالے رکھا تھا۔ اب بھی فاران کا نام لے کر اس نے پہلے شمع اور پھر اپنے ابا کو پریشان کیا...... بعد میں صاف مکر گئی...... اسرار صاحب کے سامنے شمع کو شرمندگی ہوئی حالانکہ انہوں نے کچھ جتایا نہیں تھا۔

''اور یہ لائبہ کیوں آئی تھی اس دن؟'' انہوں نے اچانک سوال کیا سنبل اس سوال کے لیے تیار نہیں تھی۔ گڑبڑا سی گئی۔

''بس یونہی آئی تھی۔ ذرا دیر بیٹھی اور بس......''

''اگر اتنی سی دیر کے لیے آئی تھی تو فاران کو باہر سے ہی کیوں ٹہلا دیا تھا اس نے؟'' سنبل کے اوپر کوئی بم سا پھٹا۔

''کیا...... فاران؟...... فاران......؟'' اس سے آگے بولا ہی نہیں گیا۔

''ہاں فاران چھوڑنے آیا تھا اسے...... کیوں کیا ہوگیا؟''

سنبل جواب دینے کے قابل ہی نہیں رہی تھی۔ اس کی رنگت فق ہوچکی تھی اور دماغ اپنے ٹھکانے پر نہیں تھا۔ شمع الجھی، الجھی سی اسے دیکھتی رہیں۔ پھر بڑبڑاتی ہوئی پلٹ گئیں۔

وہ اس لہجے اور اس انداز میں سنبل سے بات نہیں کرتی تھیں لیکن سنبل نے انہیں بے حد ستا کر رکھ دیا تھا۔

☆☆☆

وہ زندگی میں پہلی بار یوں بہانہ بنا کر گھر سے نکلی

نت نئے کرداروں کو الفاظ کے حسین قالب میں ڈھالتی پُراثر اور حساس تحریروں کی خالق

ماہنامہ پاکیزہ کی دیرینہ ساتھی

مایہ ناز مصنفہ محترمہ

رفعت سراج

کے مشاق قلم کا ایک اور شاہکار ناول

عظیم شاعر مرزا اسد اللہ غالب

کی لازوال شاعری کے ایک

قطعہ سے مستعار لیا عنوان

پہ...... کہاں بچیں کہ دل ہے

انشاء اللہ بہت جلد پاکیزہ کے صفحات کی زینت بننے جارہا ہے

www.urdupalace.com

تھی۔ اس نے شمع سے مارکیٹ جانے کے لیے کہا تھا۔ اور یہ بھی کہ وہ نبیل کو ساتھ بھیج دیں۔ شمع ایک روز بعد آنے والے سسرالیوں کے لیے تیاریوں میں مصروف تھیں۔ اس لیے زیادہ مباحثے کے بغیر انہوں نے نبیل کو اس کے ہمراہ کر دیا۔

"دیکھو نبیل، میں ذرا دیر کے لیے پھپو کے گھر جاؤں گی۔ تم پلیز امی کو اس بات کا پتا مت لگنے دینا۔" اس نے بے حد رازدارانہ انداز میں اسے سمجھایا تھا۔

نبیل محض سر ہلا کر رہ گیا۔ سنبل دل ہی دل میں آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی۔ اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں تھی کہ نبیل واقعی اپنا منہ بند رکھے گا۔ ماں سے سامنا ہوتے ہی یا بعد میں باتوں، باتوں میں ان کو بتا دے گا کہ سنبل جھوٹ بول کر......

"فاران پاکستان میں موجود ہے، اور مجھے خبر تک نہیں۔" جتنی بھی حیرت کی جاتی کم ہی ہوتی۔ کل تک اس کے ساتھ گھنٹوں باتیں کرنے والا اسے اپنے ساتھ شادی، محبت کے خواب دکھانے والا آج اتنا بیگانہ کیوں بن گیا تھا۔ آخر کیا وجہ ہوئی کہ وہ اس قدر بدل گیا...... "اور یہ لائبہ کیا کہہ رہی تھی...... کیا فاران خود اسے گھر تک چھوڑنے آیا یہ...... یہ سب کہنے کے لیے...... اف میرے اللہ......"

اس کا دل کوئی بار، بار دھڑکتے سے روک کر مٹھی میں بھینچ لیتا...... سانس گھٹنے لگتی اور وہ بے طرح بے چین ہو جاتی۔ نبیل اتنا بھی ناسمجھ بچہ نہیں تھا...... وہ بغور سنبل کی بے چین کیفیت نوٹ کر رہا تھا۔ لیکن اپنے سے دس سالہ بڑی باجی سے اس کبھی اتنی بے تکلفی نہیں تھی کہ وہ کوئی بھی سوال کر سکتا۔

"تم اِدھر رکشے میں ہی بیٹھو...... میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ صرف فاران کو اپنی شکل دکھانے آئی تھی۔ یہ جتانے کے لیے پاکستان آنے کی جو خبر وہ اس سے چھپانا چاہتا تھا۔ وہ اس کے علم میں آ چکی ہے۔ وہ واقعی ناسمجھ اور معصوم لڑکی تھی۔ شمع نے اس کی پرورش ہی ایسی کی تھی ورنہ اگر وہ ذرا بھی چالاک ہوتی تو خود ہی سمجھ جاتی کہ اگر فاران کو اپنی آمد کی پردہ پوشی کرنی ہوتی۔ تو وہ کبھی لائبہ کو لے کر اُن کے گھر چھوڑنے نہ آتا۔ کسی لڑکے سے کمرا بند کر کے گھر والوں سے چھپ کر باتیں کر لینا بہت آسان تھا لیکن اس کی باتوں کی سچائی کو پرکھنا کم از کم سنبل جیسی لڑکی کے لیے تقریباً ناممکن تھا۔ تبھی قدرت اس کے سامنے حقیقت واضح کرنے کے لیے خود ہی اسے وہاں تک کھینچ لائی تھی۔

لاؤنج کا دروازہ معمولی سا کھلا ہوا تھا۔ اور لائبہ کی تیز آواز باہر تک آ رہی تھی۔

"میرا نہیں خیال وہ اتنی آسانی سے چپ بیٹھے گی۔"

"اب تم نے صاف، صاف کہہ دیا ناں کہ میرا کوئی انٹرسٹ نہیں اس میں تو چپ بیٹھنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں بچے گا اس کے پاس۔" یہ فاران کی آواز سنی تھی۔

سنبل کے قدموں تلے سے زمین سرکنے لگی۔ فاران کی آواز اور اس کی بات دونوں ہی ناقابلِ یقین تھیں۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب تم سیریس تھے ہی نہیں...... تو اسے دو سال تک بے وقوف کیوں بنائے رکھا۔" لائبہ بول رہی تھی اور فاران کا جواب جاننے کے لیے اس کا پورا وجود سماعت بن گیا۔

"میں صرف مامی کو نیچا دکھانا چاہتا تھا۔ بہت تکلیف ہوتی تھی ناں انہیں میرے وہاں جانے سے...... میں ثابت کرنا چاہتا تھا کہ وہ لاکھ پہرے بٹھائیں سنبل کبھی ان کے اختیار میں نہیں آئے گی۔ اب پتا چلے گا ناں انہیں...... جب میں اسے فون کروں کہ جس لڑکی کو انہوں نے اپنے تئیں سات پردوں میں چھپا کر رکھا تھا وہ کتنی بڑی ایکٹریس اور کتنی باکردار و باحیا لڑکی ہے۔" فاران کی آواز میں اس کے لیے نفرت ہی نفرت تھی...... تحقیر ہی تحقیر، حقارت ہی حقارت...... یہ وہی فاران تھا جو چند ہفتے پہلے تک اس کی محبت کا دم بھرتا تھا۔ اس کی اپنی ماں کے خلاف اس کے کان بھرتا...... زہر اگلتا اور اسے مستقل شمع کے خلاف اکساتا ہی رہتا تھا۔

www.urdupalace.com

آج اسے سمجھ آ رہی تھی کہ شمع نے برسوں پہلے گھر میں اس کا داخلہ بند کر کے کتنی دور اندیشی سے کام لیا تھا...... یہ تو وہ خود ہی تھی...... حاسد، کم عقل اور عاقبت نا اندیش...... جس نے اس شخص کو اپنے بیڈ روم تک میں گھسا لیا...... جس کا داخلہ دہلیز کے اندر ہی ممنوع ہو چکا تھا۔

فاران نے صرف اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے اسے استعمال کیا تھا اور بس......

''تم جب گئی تھیں تو اس کے فون کی رنگ ٹون آن کر دی تھی ناں......'' فاران لائبہ سے کیا پوچھ رہا تھا۔

سنبل سے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا مشکل تھا۔ یوں لگ رہا تھا ابھی کھڑے، کھڑے گر کر ختم ہو جائے گی۔ لیکن نہیں...... ابھی تو بہت کچھ ہونا باقی تھا۔ ابھی بہت کچھ کرنا باقی تھا۔

اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے لاؤنج کے دروازے کا ہینڈل چھوڑا اور الٹے سیدھے پڑتے قدم لے کر باہر بھا گی۔ جہاں رکشے میں اس کا بھائی اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ بھائی جس کی طرف اس نے کبھی پیار بھری ایک نگاہ نہیں ڈالی تھی۔ آج وہی چھوٹا سا بچہ اسے اپنا سہارا سا محسوس ہو رہا تھا۔

تمام راستہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے۔ نبیل تعجب سے اسے دیکھتا رہا مگر وہ اس سے سوال کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔ اور کر بھی لیتا تو سنبل کے پاس بھلا کوئی جواب تھا کہاں......؟

☆☆☆

محبت کی حدوں کو پا گئی ہوں
میں اُس کے در سے واپس آ گئی ہوں

لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ گھر میں قدم رکھتے وقت اس نے شدت سے دعا کی کہ اس کا امی سے سامنا نہ ہو...... وہ وقت شاید دعا کی قبولیت کا تھا۔ جبھی وہ سیدھی اپنے کمرے میں آ گئی۔ دروازہ لاک کرنے سے پہلے وہ نبیل کو بلا کر منہ بند رکھنے کی ہدایت کرنا نہیں بھولی تھی۔

دروازے کو لاک کر کے اس کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ وہ بیڈ پر گر کر پھوٹ، پھوٹ کر رو دی۔

''میرے اللہ...... میں کتنی اندھیروں میں تھی، مجھ سے کیسی بھول ہوئی۔'' وہ رو رہی تھی۔ تڑپ رہی تھی اور پچھتا رہی تھی۔

فاران سے خفیہ تعلق رکھنے کا پچھتاوا...... اپنی ماں کو ہمیشہ غلط سمجھنے کا پچھتاوا...... پھپھو اور ان کے بچوں پر اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر دوسروں کو قابلِ بھروسا جاننے کا اور سب سے بڑھ کر اپنے باپ کو دھوکا دینے کا...... کون، کون سے پچھتاوؤں... اور افسوس کے اژدہے اسے نگلنے کے لیے تیار کھڑے تھے۔

کافی دیر رو چکنے کے بعد کسی خیال نے اسے کرنٹ مارا۔

''فون...... کہاں ہے فون...... لائبہ نے اسے سائلنٹ موڈ پر سے ہٹا دیا۔ لیکن، کب...... کیا وہ یہ کرنے کے لیے آئی تھی اور اتنے دن فاران سے رابطہ نہیں ہوا اس لیے میں نے فون کو دیکھا تک نہیں؟ لیکن لیکن فون ہے کہاں......'' اس نے تکیے الٹ پلٹ کیے سائڈ ٹیبل کی درازیں اور پھر پورا کمرا چھان مارا فون کہیں نہیں تھا اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی اور شمع نے اسے پکارا۔

''آ...... آ...... رہی ہوں۔''

اس نے جلدی سے واش روم میں جا کر منہ دھویا...... گو کہ اتنی دیر گریہ و زاری کے نشانات اتنی جلدی مٹنے والے نہ تھے لیکن...... وہ جانتی تھی شمع کو فضول کا تجسس اور سوالات کی بھرمار کرنے کی عادت نہیں تھی۔ تولیے سے چہرہ خشک کر کے اس نے بکھرے بال سمیٹے اور دروازہ کھول دیا۔

سامنے ہی شمع کھڑی تھیں...... ہاتھ میں اس کا فون لیے اس کی تو جان ہی نکل گئی۔

''بس یہی ذلت باقی رہ گئی تھی۔'' اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

www.urdupalace.com

"یہ فون شاید لائبہ کا ہے، اس دن آئی تھی ناں...... تبھی چھوڑ گئی ہوگی۔ چارجنگ نہیں تھی بند پڑا ہے، تم رکھ لو بعد میں دے دینا۔"

اس کی اڑی ہوئی رنگت اور کھلے ہوئے منہ کو خاطر میں لائے بغیر وہ مسکراتے ہوئے بات مکمل کر کے واپس مڑ گئیں۔

وہ فون ہاتھ میں پکڑے وہیں کھڑی رہ گئی۔ خدا نے اس کی جاتی ہوئی عزت رکھ لی تھی۔

دروازہ بند کر کے اس نے ایک سکون بھری گہری سانس لی۔ پھر ہاتھ میں پکڑا فون پوری طاقت اور نفرت سے کارپٹ پر دے مارا...... اور خود وہیں بیٹھ کر پھر سے رونے لگی۔

☆☆☆

چند دن اور آگے سرک گئے تھے اور اس کے اندر آنے والی ایک نمایاں تبدیلی کو سب نے محسوس کر لیا تھا۔

وہ بے حد مطمئن اور پُرسکون دکھائی دینے لگی تھی۔ ایک بے حد پُروقار اور سادہ دعوت میں اس کے منگیتر اور گھر والوں کو بلا کر شادی کی تاریخ رکھ دی گئی۔ اس نے کھانے میں موجود تمام ڈشز بطورِ خاص اپنے ہاتھوں سے تیار کیں اور سب سے داد وصول کی۔ وہ ایک دن پہلے سے کام کاج، گھر کی صفائی ستھرائی میں لگ گئی۔ اور پھر دعوت والے دن بھی صبح سے اور مہمانوں کے جانے کے بعد بھی کچن میں شمع کا ہاتھ بٹاتی رہی۔ بالکل آخر میں جب وہ دھلے برتن سلیب پر ایک ترتیب سے رکھ رہی تھی تاکہ صبح تک پانی خشک ہو جائے اور وہ انہیں کیبنٹس میں رکھ سکے۔ تب شمع کچن میں داخل ہوئیں۔

"بس کرو سنبل بیٹا اب...... تھک گئی ہو۔ جا کر سوؤ چائے بنا رہی ہوں۔ تمہارے لیے بھی رکھ دوں......؟" وہ بے حد محبت سے اس کے پاس آ کر بولیں۔ پھر ایک دم اس کی پیشانی چوم لیں۔

"ماشاء اللہ سے آج تو میری بیٹی کی چھب ہی نرالی تھی۔ اس قدر خوب صورت لگ رہی تھی میری بیٹی......" شمع اس سے ہمیشہ اسی طرح میری بیٹی اور میرا بیٹا کہہ کر بات کرتی تھیں مگر اس سے پہلے وہ ان محبت بھرے کلمات کو ہمیشہ دکھاوے اور ڈھکوسلے کا نام دیتی آئی تھی۔

آج اس کی آنکھیں کھلی تھیں تو ہاتھوں میں سوائے شرمندگی اور ندامت کے کچھ باقی نہیں رہا تھا۔

"آپ چلیں امی...... میں لے کر آتی ہوں چائے۔" اس نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

☆☆☆

اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ شمع کو ہر بات صاف، صاف بتا دے گی۔ کس طرح اس نے دو سال تک فاران سے تعلق رکھا اور بعد میں اس نے اسے دھوکا دیا۔ وہ اپنی ہر غلطی کا اعتراف کر کے ان سے معافی مانگ لے گی۔ تبھی جب روزانہ کی طرح شمع اس کے لیے رات میں دودھ کا گلاس لے کر آئیں تو اس نے انہیں کمرے میں ہی روک لیا۔

"میں آپ سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔ مجھے معاف کر دیں امی...... ہر اس غلط فہمی کے لیے جو میں نے جان بوجھ کر آپ کے خلاف دل میں رکھی اور ہر اس بدتمیزی کے لیے جو......" وہ دھیرے، دھیرے ان سے سب کچھ کہتی چلی گئی کہ...... کس طرح فاران دو سال تک اسے بے وقوف بناتا رہا...... اور وہ بنتی رہی۔ اس نے ان کو اور ابا کو اندھیرے میں رکھا۔ اور فاران کی چھوٹی باتوں پر یقین کر کے دل میں عناد پالا۔

آنسو قطار در قطار اس کی آنکھوں سے بہتے رہے لیکن اس نے بات ادھوری نہیں چھوڑی۔

"وہ مجھ سے جو بھی بات کرتا رہا میں اس پر یقین کرتی رہی۔ اور یہ فون یہ بھی میرا نہیں...... لائبہ کا نہیں...... اسی کا دیا ہوا فون تھا۔ اُف امی...... پلیز مجھے معاف کر دیں۔ مجھ سے بہت بڑی بھول ہو گئی۔" شمع کی آنکھیں بھی نم تھیں۔ انہوں نے اس کے آنسو پونچھ کر اسے گلے سے لگا لیا۔

"اسی لیے تو کہتے ہیں کہ ماں، باپ کے علاوہ

www.urdupalace.com

اور کوئی اولاد کا ان سے بڑھ کر بھلا نہیں چاہ سکتا اگر تم مجھ پر نہ سہی اپنے ابا پر اعتماد کر لیتیں تو نوبت یہاں تک نہیں آتی خیر...... اب بھی شکر ہوا کہ تم نے بروقت اس کی باتیں سن لیں...... تمہیں سچائی کا پتا چل گیا۔ اس سے اچھی اور کوئی بات نہیں۔'' وہ دھیرے، دھیرے اس کا سر سہلاتی رہیں...... انہیں اپنی اس بیٹی سے بالکل سگی اولاد کی طرح پیار تھا۔ انہوں نے اسے پیدا نہیں کیا تھا۔ پیدائش کے فوراً بعد اسے گود نہیں لیا تھا، نہ گھٹی پلائی تھی نہ شہد چٹایا تھا...... لیکن انہوں نے اسے اس عمر میں پایا تھا جب لڑکیاں سمجھ داری کی سیڑھی پر پہلا قدم رکھنے کے لیے کسی پُر اعتماد سہارے کی متلاشی ہوتی ہیں اور یہ ہاتھ ایک ماں سے بڑھ کر بھلا اور کس کا ہوسکتا ہے۔

شمع چونکہ خود بہت چھوٹی عمر میں اپنی ماں سے محرومی کا دکھ جھیل چکی تھیں۔ اس لیے انہیں سنبل کی شکل میں اپنا عکس دکھائی دیتا تھا۔ وہ سنبل کو ان تمام محرومیوں سے بچا کر رکھنا چاہتی تھیں جو خود انہوں نے دیکھی تھیں۔ وہ اسے کسی احساسِ کمتری کا شکار نہیں بنانا چاہتی تھیں لیکن افسوس سنبل کے کچے ذہن میں ان کی محبتوں کے بجائے دوسروں کے حاسد رویّوں نے زیادہ جلدی اپنا رنگ چڑھا لیا لیکن شکر تھا کہ آج یہ رنگ اتر گیا تھا۔ ان کی بیٹی کے دل کے آئینے میں ان کا عکس جھلملا رہا تھا۔

''امی ایک بات پوچھوں؟ لیکن آپ کوئی غلط مطلب نہیں لیجیے گا۔''

''میں نے پہلے کبھی تمہاری کسی بات کا مطلب غلط لیا ہے کیا۔''

''جب میرے لیے یہ رشتہ آیا تو تب پھوپھی تو فاران کا رشتہ لے کر آئی تھیں۔ تب آپ نے کیوں انکار کر دیا تھا؟'' شمع اس کی بات سن کر مسکرا دیں۔

''تمہارا رشتہ پھپو نہیں لائی تھیں بلکہ تمہارے ابا نے پھپو سے تمہارے اور فاران کے رشتے کی خود بات کی تھی کیونکہ وہ چاہتے تھے تم بیاہ کر اپنی پھپو کے گھر جاؤ۔''

سنبل کا منہ کھل گیا۔ اس سے حیرت کے مارے بات مکمل نہیں کی گئی۔

''لیکن شگفتہ آپا نے تب ہی انکار کر دیا تھا...... اور میں نے ان سے کہا بھی کہ سنبل بہت سگھڑ اور سلیقہ مند لڑکی ہے...... آپ کو باہر سے ایسی محبت کرنے والی بہو شاید ہی مل سکے۔''

''لیکن، لیکن...... فاران نے تو مجھ سے کہا تھا کہ پھپو رشتہ لائی تھیں اور...... آپ نے......''

''ہاں وہ رضامند ہو گئی تھیں...... لیکن پھر انہوں نے ایک ایسی شرط رکھی کہ مجھے ہی انکار کرنا پڑا۔''

''کیسی شرط......؟''

شمع ایک گہری سانس لے کر اس کی ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کو تکنے لگیں۔

''انہوں نے کہا کہ اگر یہ گھر ہم تمہارے نام کر دیں تو وہ تم کو بہو بنائیں گی۔''

''کیا......؟'' سنبل کے سر پر پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

''اتنی خود غرضی، اتنی لالچ۔ امی...... سگے رشتوں میں؟'' وہ ایک بار پھر شمع کے سینے میں منہ چھپا کر سسکنے لگی۔

''اسی لیے تو کہتے ہیں رشتے جذبات سے بنتے ہیں۔ احساس سے بنتے ہیں۔ خون سے نہیں...... سگا، سوتیلا کچھ نہیں ہوتا...... خون سفید ہو جائے تو اولاد ماں، باپ کو نہیں پہچانتی اور بھائی، بھائی کو کچھ نہیں سمجھتا۔''

شمع کی آواز ان کی آنکھوں کی طرح نم ہو گئی۔ جانے کیوں ان کی آواز میں کوئی انجانے سے دکھ بولنے لگے تھے۔

''لیکن مجھے خوشی ہے کہ میری بیٹی نے میرے خلوص اور محبت کو پہچان لیا۔'' ان کا لہجہ بشاش ہو گیا۔ سنبل انہیں دیکھ کر مسکرا دی اور انہوں نے دھیرے اس کا ماتھا چوم لیا تھا۔

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com